بیس رکعات تراویح

دلائل کی روشنی میں



مصنف

حجۃ الشریعت محمدیہ، برہان ولایت مصطفویہ، دلیل طریقت غوثیہ، جانشین سند رکاتیہ، ناشر مسلک رضویہ، عالم علوم قرآنی، عارف اسرار حقانی، قاضی القضاۃ، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ الحاج الشاہ شیر نیپال

مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف

برکات المفاتیح فی رکعات التراویح

المعروف بہ

بیس رکعات تراویح دلائل کی روشنی میں

مُصنف

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب و تقدیم

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی نیپال)

ناشر

البرکات اکیڈمی، خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

نام کتاب : بیس رکعات تراویح دلائل کی روشنی میں

مصنف : حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ

خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب وتقدیم: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

سنہ تالیف : شوال 1420ھ

ناشر: البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

{ملنے کے پتے}

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

www.barkatussunnah.com

فہرست کتاب

نوٹ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔

www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کرسکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپلوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ آپ کی کتابیں اپلوڈ کردی جائیں گی۔ واٹساپ نمبر 0097431402499

تقدیم

از: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ
تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جمادی الاولیٰ 1420ھ میں خلیفہ وشاگرد حضور شیر نیپال حافظ احادیث کثیرہ حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی علیہ الرحمہ، لوکہا (بہار) ایک استفتا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں بیس رکعات تراویح کے حوالے سے ارسال کیا۔ جس کا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے دلائل و براہین کے ساتھ شوال 1420ھ میں مکمل فرما کران کے پاس بھیج دیا۔ جواب مفصل و مدلل ہونے کی وجہ سے فتویٰ طویل ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے رسالہ کی شکل اختیار کر گیا، اس لئے اسے تکمیل جواب کے بعد ''برکات المفاتح فی رکعات التراویح'' کے نام سے آپ نے موسوم فرما دیا۔ اور اسی کا اردو نام فقیر نے ''بیس رکعات تراویح دلائل کی روشنی میں'' رکھا۔ یہ اردو نام حضور شیر نیپال کی نگاہ سے گذر چکا ہے اور آپ کی رضا و موافقت حاصل ہو چکی ہے بلکہ غایت درجہ مسرت کا اظہار بھی آپ نے فرمایا۔

اس مبارک رسالہ کی بعض عربی عبارت کا ترجمہ اور اپنے زیر اہتمام اشاعت کی ذمہ داری خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد عارف برکاتی لہنہ شریف کو میں نے سونپی تھی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرما لیا۔ یہ کوئی دو چار سال قبل کی بات ہے۔ مگر شاید مصروفیات کثیرہ کے سبب حضرت اب تک اس ذمہ داری کو نبھانے سے قاصر رہے۔ اللہ انہیں صحت و سلامتی بخشے۔

جب مولانا عارف صاحب کی طرف سے تاخیر ہونے لگی تو اس کام کو انجام دینے کے لئے خود کو برانگیختہ کیا اور اپنے مصروف ترین اوقات میں سے کچھ وقت نکال نکال کر تقریبا دو تین ماہ میں عربی عبارات کا ترجمہ اور اردو میں تلخیص بھی کر دیا اور جون 2023ء میں گھر چھٹی میں جانے سے قبل فائل میں محفوظ بھی کر لیا۔ ارادہ یہ تھا کہ عرس حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے موقع پر اس کی اشاعت کر دی جائے گی۔ مگر گھر جانے کے بعد میں مسلسل بیمار اور زیر علاج رہا جس کی وجہ سے یہ کام بھی تشنہ ہی رہ گیا۔ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جب ساڑھ چار ماہ کے بعد پھر قطر آیا اور اپنا کمپیوٹر کھولا تو دیکھا سسٹم کو فارمیٹ کر دیا گیا ہے اور سی پی او بھی چینج کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی وہ تمام فائل بھی جس پر میں نے بہت کچھ کام کیا تھا اور اس میں یہ رسالہ بھی تھا۔

جس نسخہ پر میں نے مکمل کیا تھا وہ سسٹم سے حذف ہونے کے بعد پھر خود کو تیار کیا کہ اس پر دوبارہ کام شروع کیا جائے اور بعد تکمیل اسے شائع کر دیا جائے۔ مگر قلت وقت کی بنا پر اس بار پہلے کی طرح کام نہیں ہوسکا، بہت سی فقہی عبارتوں کا ترجمہ بھی نہیں کر سکا، مگر پھر بھی بعض عبارتوں کا ترجمہ کر دیا ہے اور بعض کا خلاصہ و مفہوم بیان کر دیا ہے، جبکہ اکثر فقہی عبارتوں کا ترجمہ خود مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے قلم حق رقم سے فرما دیا ہے اور جن عبارتوں کا ترجمہ مصنف علیہ الرحمہ سے رہ گیا ان کا مفہوم مابعد و ماقبل کے ترجموں سے واضح ہے۔ فقیر نے اس میں اپنی طرف سے جو کچھ ترجمہ یا وضاحت کیا ہے اسے قوسین امجدی لکھ کر واضح کر دیا ہے۔ نیز جو سرخیاں کتاب میں ہیں وہ بھی فقیر کی ہی اضافی کوشش ہے۔

مناسب ہوگا کہ مولانا محمد حسین ابوالحقانی علیہ الرحمہ کا وہ استفتا یہاں درج کر دیا جائے جو اس رسالہ کے معرض وجود میں آنے کا سبب ہے اور پھر اگلے صفحات سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا مفصل و مدلل جواب۔

استفتا: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین تراویح کے متعلق کہ وہ بیس رکعات ہیں یا آٹھ؟ مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دیگر عام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین وائمہ مجتہدین وفقہائے عاملین وعلمائے صالحین کے اقوال واعمال تراویح کے سلسلہ میں کیا ہیں؟ فوراً جواب عطا فرمائیں، یہاں سخت اختلاف ہے کتابوں کا حوالہ ضروری ہے تاکہ فتنہ رفع دفع ہو۔ بینواتوجروا۔

مولانا محمد حسین ابوالحقانی، لوکہابازار، ضلع مدھوبنی، بہار

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

گدائے مرشد

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تاراپٹی، دھنوشا، جنکپور (نیپال)

پہلا باب:

بیس رکعات تراویح صحابہ وائمہ کی نظر میں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بیس رکعت تراویح سنت موکدہ ہیں:

تراویح بیس رکعت ہیں اور سنت مؤکدہ سنت عین ہیں اور باجماعت سنت کفایہ اور بیس پر صحابہ کرام خلفائے راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین کا اجماع وفقہائے حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ کا اتفاق آج بھی حرمین شریفین مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی مساجد میں نماز تراویح بیس رکعت ہی ہوتی ہیں خاص حرم شریف مسجد حرام میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں۔ دلائل و براہین ملاحظہ ہوں۔

بیس رکعات تراویح پر دلائل:

مؤطا امام مالک ص ۴۰ پر ہے:

عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ۔"

ترجمہ: یزید ابن رومان سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان شریف میں ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

بیس رکعات تراویح ائمہ کی نظر میں:

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں امام علامہ بدر الدین ابو محمد ابن احمد متوفی ۸۵۵ھ ج ۷، ص ۱۷۸ پر نقل فرماتے ہیں:

ان عددها عشرون رکعة و به قال الشافعی و احمد و نقله القاضی عن جمهور العلما و حکی ان الاسود بن یزید کان یقوم باربعین رکعة و یوتر بسبع و عند مالك ستة و ثلاثون رکعة غیر الوتر و احتج علی ذلك بعمل اهل المدینة و احتج اصحابنا و الشافعیة و الحنابلة بما رواه البیهقی۔ باسناد صحیح عن السائب بن یزید الصنابحی قال کانوا یقومون علی عهد عمر رضی الله تعالیٰ عنه بعشرین رکعة و علی عهد عثمان و علی رضی الله تعالیٰ عنهما مثله و فی المغنی عن علی انه امر رجلا ان یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة قال و هذا کالاجماع فان قلت قال فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر یقومون فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة (قلت) قال البیهقی و الثلاث هو الوتر و لم یدرك عمر فیکون منقطعاً و الجواب عما قاله مالك و ان اهل مکة کانوا یطوفون بین الترویحتین و یصلون رکعتی الطواف یطوفون بعد الترویحة الخامسة فاراد اهل المدینة مساواتهم فجعلوا مکان کل طواف اربع رکعات فزادوا ست عشرة رکعة و ما کان علیه اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احق اولیٰ ان یتبع۔

ترجمہ: تراویح کی تعداد بیس رکعت ہیں اسی بیس رکعت کے قائل امام شافعی امام احمد رحمہا اللہ ہیں اور قاضی نے جمہور علماء سے یہی بیس ہی نقل فرمایا ہے اور حکایت کی گئی ہے کہ اسود بن یزید چالیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر سات۔ اور امام مالک کے نزدیک وتر کے علاوہ چھتیس رکعتیں ہیں اور آپ نے دلیل پکڑی ہے اس پر اہل مدینہ منورہ کے عمل سے اور ہمارے اصحاب حنفیہ اور شافعیہ اور حنابلہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جسے بیہقی نے اسناد صحیح کے ساتھ سائب ابن یزید صحابی سے روایت کی

ہےاور امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اسی طرح امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں تراویح کی نماز بیس ہی ہوتی تھی اور مغنی میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو ماہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے۔فرمایا: ''وہذا کالاجماع۔'' پھر اگر اعتراض ہو کہ مؤطا میں یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح تئیس رکعت پڑھتے تھے تم بیس کہتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ تراویح بیس ہی پڑھتے تھے تین وتر پڑھتے تھے۔قال البیہقی والثلاث ہوالوتر اور رہا یہ اعتراض کہ ''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھتیس رکعتیں ہیں'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل مکہ ہر دو ترویحہ کے درمیان یعنی ہر چار رکعت پر طواف کرتے تھے اور طواف کی دو رکعت پڑھتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے ،تو اہل مدینہ نے اہل مکہ کی برابری چاہی تو ہر طواف کی جگہ چار رکعت پڑھنے لگے۔تو بیس پر سولہ رکعتیں بڑھ گئیں اور جس پر اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس کی پیروی احق واولیٰ اور وہ بیس ہے۔انتہی بیان مذاہب الائمہ فی صلاۃ التراویح وفی عدد رکعاتہا۔

بیس رکعات تراویح اور حضرت علی وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور اسی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۱۱،ص۱۲۶ پر ہے:

وحکاہ الترمذی عن اکثر اھل العلم فانہ روی عن عمر و علی وغیرھما من الصحابہ وھو قول اصحابنا الحنفیۃ۔"

ترجمہ: ترمذی نے اکثر اہل علم سے روایت کی ہے کہ بیس رکعت تراویح حضرت سیدنا عمر فاروق اور علی شیر خدا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی

ہےاور یہی ہمارے اصحاب حنفیہ کا قول ہے۔

اسی شرح بخاری ج۱۱،ص ۱۲۷ پر ہے:

و قال ابن عبدالبرو روی الحارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عهد عمر بثلث و عشرین رکعة قال ابن عبد البر هذا محمول علی ان الثلاث للوتر۔"

ترجمہ: ابن عبدالبر نے فرمایا کہ حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تئیس رکعت کے ساتھ قیام ہوتا تھا ابن عبدالبر نے فرمایا یہ محمول ہے اس پر کہ تین وتر کے لئے تھا۔

اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

روی محمد بن نصر من روایة یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید انهم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعة فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه۔"

ترجمہ: محمد بن نصر نے روایت کی ہے کہ یزید بن خصیفہ کی روایت سے وسائب بن یزید سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ماہ رمضان میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

اسی مذکورہ صفحہ پر ہے:

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه انه امر رجلا ان یصلی بهم رمضان بعشرین رکعة۔"

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

عن عبد اللہ بن مسعود رواہ محمد بن نصر المروزی قال اخبرنا یحییٰ بن یحیی اخبرنا حفص بن غیاث عن الاعمش عن یزید بن وھب قال (کان عبد اللہ بن مسعود یصلی لنا فی شھر رمضان)فینصرف و علیہ لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعۃ و یوتر بثلاث۔"

ترجمہ: یزید بن وہب سے مروی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ رمضان کی رات میں ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔اعمش نے کہا کہ تراویح بیس رکعت پڑھاتے تھے اور وتر تین۔

بیس رکعات تراویح تابعین کی نظر میں:

اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

واما القائلون بہ من التابعین فشعیر بن شکل و ابن ابی ملیکۃ و الحارث الھمدانی و عطا بن ابی رباح و ابو البحتری و سعید بن ابی الحسن البصری اخو الحسن و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عمران العبدی و قال ابن عبد البر و ھو قول جمھور العلماء و بہ قال الکوفیون و الشافعی و اکثر الفقھاء و ھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ۔"

ترجملہ: تراویح بیس کے قائل تابعین میں سے شعیر بن شکل، ابن ابی ملکیہ، حارث ہمدانی، عطا بن ابی رباح، ابوالبختری، سعید بن ابی حسن بصری، اخوالحسن، عبد الرحمن ابن ابی بکر عمران عبدی ہیں اور ابن عبد البر نے فرمایا بیس رکعت ہی جمہور علماء کا قول ہے اور بیس ہی کے قائل فقہائے کوفہ ہیں اور بیس ہی ہے شافعی و اکثر دیگر فقہائے

حنفیہ کے نزدیک۔ اور بیس ہی صحیح ہے۔ حضرت ابی ابن کعب سے مروی ہے کسی صحابی کا اس میں اختلاف نہیں۔

بیس رکعات تراویح حضور نے بھی پڑھی:

حاشیہ شرح معانی الآثار للطحاوی ج ا ص ۱۷۲ پر ہے:

وقد جاء من حديث ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه و سلم كان يصلى فى رمضان عشرين ركعة و الوتر۔ اخرجه ابن ابى شيبة قال الحافظ و حديث ابن عباس هذا ضعيف و قد عارضه و حديث عائشة رضى الله عنها الذى اخرجه محمد بن الحسن فى المؤطا و البخارى فى صحيحه و قال ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان و لاغيره على احدىٰ عشرة ركعة مع كون عائشة اعلم بحال النبى صلى الله عليه وسلم ليلاً من غيرها قال العلامة القارى مجيباً عنه و لايبعدان بن عباس حصل له العلم من غير طريق عائشة من سائر امهات المؤمنين قال و على كل تقدير فالعمل بالحديث الضعيف جائز عند الكل قال و يكفينا ما رواه البيهقى فالمعرفة باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال كنا نقوم زمن عمر بن الخطاب بعشرين ركعة و الوتر و هذا كالاجماع من غير منكر فى هذا الاجماع و قد ورد عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين بعدى ثم الظاهر من كلام بن عباس انه كان يصلى عشرين ركعة فى ليالى رمضان من اولها و كلام عائشة مشير الى صلاة التهجد كما بينته بقولها يصلى اربعاً۔ (الحديث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رمضان میں نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر اخرجہ ابن ابی شیبۃ حافظ نے کہا ابن عباس کی یہ حدیث ضعیف ہے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث اس کے معارض ہے جسے محمد ابن حسن نے مؤطا میں اور بخاری نے اپنے صحیح میں تخریج کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی ہے علاوہ اس کے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات کی حالتیں دوسروں سے زیادہ جانتی ہیں اس کے جواب میں علامہ قاری نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیس کی تراویح کا علم دیگر ازواج مطہرات اور امہات المؤمنین سے حاصل کئے ہوں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں۔ بہر تقدیر اس حدیث ضعیف پر عمل کرنا سبھوں کے نزدیک جائز ہے۔ فرمایا کہ ہمیں کافی ہے جسے بیہقی نے معرفہ میں اسناد صحیح کے ساتھ سائب ابن یزید سے روایت کی فرمایا کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ وہذا کالاجماع اس اجماع میں کسی کا انکار ثابت نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کلام سے ظاہر ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف کی ابتدائی راتوں میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کلام نماز تہجد کی طرف مشیر ہے جیسا کہ خود انھوں نے فرمایا کہ چار پڑھتے تھے۔ (الحدیث)

حضرت عمر اور بیس رکعات تراویح:

صحیح البخاری باب فضل من قام رمضان ج ا، ص ۲۶۹ پر ہے:

عن عبد الرحمن بن عبد القاری انه قال خرجت مع عمر بن

الخطاب ليلة فی رمضان الی المسجد فأذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل فیصلی بصلاته الرهط فقال عمر انی اری لو جمعت هولاء علی قارئ و احد لکان امثل ثم عزم فجمعهم علی أبی ابن کعب ثم خرجت معه لیلة اخری و الناس یصلون بصلاة قارئهم قال عمر نعمت البدعة هذه۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رمضان شریف کی ایک رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا پڑھ رہا ہے کوئی کچھ لوگوں کے ساتھ، یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خیال ظاہر فرمایا کہ ان نمازیوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کردوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ ان سب کو حضرت ابی ابن کعب کی اقتدا میں جمع کردیا پھر دوسری شب آپ کے ساتھ مسجد گیا لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھ رہے تھے یہ دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تین دنوں تک تراویح پڑھانا:

اور اسی بخاری شریف میں اسی صفحہ پر ہے:

عن ابن شهاب اخبرنی عروة ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج لیلة من جوف اللیل فصلی فی المسجد و صلی رجال بصلاته فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اکثر منهم فصلی فصلوا معه فاصبح الناس فتحدثو فکثر اهل المسجد من اللیلة الثالثة فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فصلوا بصلاته فلما کانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن اهله حتی خرج

لصلاۃ الصبح فلماقضی الفجر اقبل علی الناس فتشھد ثم قال اما بعد! فانہ لم یخف علی مکانکم و لکنی خشیت ان تفترض علیکم فتعجزوا عنھا فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک۔

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رمضان المبارک میں ایک رات آدھی رات کو نکلے یعنی مسجد تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کو مسجد کے اندر تراویح کی نماز پڑھائی صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا دوسرے دن اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی پھر صبح کو اس کا چرچا ہوا تو تیسری رات مسجد کے نمازی اور زیادہ ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات ہوئی تو نمازیوں سے مسجد تنگ ہو گئی، اس رات سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز کو ہی نکلے۔ تو جب آپ نے فجر کی نماز ادا کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تشہد پڑھ کر فرمایا ''امابعد! تمہاری موجودگی مجھ سے مخفی نہیں تھی، مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں (تراویح) تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی ادائے گی سے عاجز آ جاؤ۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف تک معاملہ (تراویح) کا یونہی رہا۔

رکعات تراویح میں اختلاف اور تطبیق کی صورت:

اور ان احادیث کے تحت فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۴ ص ۲۹۸ پر امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

لم یقع فی ھذہ الروایۃ عدد الرکعات التی کان یصلی بھا ابی بن کعب و قال اختلف فی ذلک. ففی (المؤطا) عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انھا احدیٰ عشرۃ و رواہ سعید بن منصور من

وجہ آخر و زاد فیہ او کانوا یقرؤن بالمآتین و یقومون علی العصی من طول القیام و رواہ محمد بن نصر المروزی من طریق محمد بن اسحٰق عن محمد بن یوسف فقال ثلاث عشرۃ و رواہ عبد الرزاق من وجہ اخر عن محمد بن یوسف فقال احدی و عشرین و روی مالك من طریق یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید عشرین رکعۃ و ھذا محمول علی غیر الوتر و عن یزید بن رومان قال (کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلاث و عشرین) و روی محمد بن نصر من طریق عطاء قال (ادرکتھم فی رمضان یصلون عشرین رکعۃ و ثلاث رکعات الوتر) و الجمع بین ھذہ الروایات ممکن باختلاف الاحوال۔"

ترجمہ: اس روایت میں رکعتوں کی تعداد مذکور نہیں کہ ابی بن کعب کتنی رکعتوں کے ساتھ امامت فرماتے تھے۔تراویح کی تعداد میں اختلاف ہوا ہے۔مؤطا میں سائب بن یزید گیارہ اور محمد بن یوسف سے تیرہ اور ایک دوسری سند سے انہیں سے اکیس مروی ہے۔مالک نے یزید بن خصیفہ کی سند سے بروایت سائب بن یزید وتر کے علاوہ بیس رکعت اور یزید بن رومان سے مروی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دور خلافت میں لوگ تیئیس پڑھتے تھے۔(اس میں تین وتر ہیں) اور محمد بن نصر نے روایت کی ہے بطریق عطاء کہ فرمایا میں نے رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا اور تین رکعت وتر اور ان روایتوں میں تطبیق اختلاف احوال کے ساتھ ممکن ہے۔

اسی میں ص ۹۸ پر ہے:

"و عن الزعفرانی عن الشافعی رأیت الناس بالمدینۃ بتسع و

ثلاثین و بمکۃ بثلاث و عشرین"
حضرت زعفرانی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں ۳۹ رکعت اور مکہ مکرمہ میں ۲۳ رکعت پڑھتے دیکھا (یعنی وتر سمیت۔)

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری لابی العباس شہاب الدین احمد قسطلانی ج ۴،ص ۶۵۷ میں ہے:

و لم یذکر فی ھذا الحدیث عدد الرکعات التی کان یصلی بھا أبی و المعروف و الذی علیه الجمھور انه عشرون رکعة بعشر تسلیمات و ذلك خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین غیر الوتر وھو ثلاث رکعات فی سنن البیھقی بأسناد صحیح کما قال ان العراقی فی شرح التقریب عن السائب ابن یزید رضی الله تعالیٰ عنه قال کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی شھر رمضان بعشرین رکعة۔" وروی مالك فی المؤطا عن زید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی الله تعالیٰ عنه ثلاث و عشرین و فی روایة بأحدیٰ عشرة و جمع البیھقی بینھما بانه کانوا یقومون بأحدی عشرة ثم قاموا بعشرین و أو تروا بثلاث و قد عدوا ما وقع فی زمن عمر رضی الله عنه کالاجماع فی مصنف ابن ابی شیبة و فی سنن البیھقی عن ابن عباس رضی الله عنھما قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة و الوتر لکن ضعفه البیھقی وغیره بروایة ابی شیبة جد ابن ابی شیبة۔"

ترجمہ: اس حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ مگر جو مشہور ہے اور جس پر علمائے جمہور فقہائے محدثین ہیں وہ دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعت ہیں۔ اور ترویحہ پانچ اور ہر ترویحہ چار رکعت دو سلاموں کے ساتھ، وتر الگ تین رکعت ہیں اور سنن بیہقی میں اسناد صحیح کے ساتھ جیسا کہ ابن العراقی نے شرح تقریب کے اندر سائب ابن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگ عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور حضرت امام مالک نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کی کہ فرمایا لوگ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تئیس رکعت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے گیارہ رکعت۔ بیہقی نے اس کے درمیان تطبیق دی کہ پڑھتے تھے گیارہ رکعات، پھر بیس اور وتر تین۔ جو بھی تراویح کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا جماعت کا اہتمام بیس کی تعیین محدثین وفقہا نے اسے کالاجماع شمار کیا۔ مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا ابن عباس نے کہ رمضان شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا جماعت بیس رکعت پڑھتے تھے۔ ''لکن ضعفہ البیہقی وغیرہ بروایۃ ابی شیبۃ جد ابن ابی شیبۃ۔''

اور اسی میں ج ۴، ص ۶۵۸ پر ہے:

و فی مصنف ابن ابی شیبۃ عن داؤد بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبد العزیز و ابان بن عثمان یصلون ستاً و ثلاثین رکعۃ و یوترون بثلاث و انما فعل اھل المدینۃ ھذا لانھم ارادوا مساوات اھل مکۃ فانھم کانوا یطوفون سبعاً بین کل ترویحتین فجعل اھل المدینۃ مکان کل سبع اربع رکعات و قد

حلی الولی بن العراقی ان والدہ الحافظ لما ولی امامۃ مسجد المدینۃ احیا سنتھم القدیمۃ فی ذلک مع مراعات ما علیہ الاکثر و کان یصلی التراویح اول اللیل بعشرین رکعۃ علی المعتاد ثم یقوم آخر اللیل فی المسجد بست عشرۃ رکعۃ فیتم فی الجماعۃ فی شھر رمضان ختمتین و استمر علی ذلک عمل اھل المدینۃ فھم علیہ الی الأن فنسأل اللہ الکریم المنان ان یبلغنا صلاتھا کذلک فی ذلک المکان فی عافیۃ و امان استودعہ تعالیٰ ذلک و نعمۃ الاسلام۔

ترجمہ: مصنف ابن ابی شیبہ میں داؤد ابن قیس سے مروی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیز اور ابان بن عثمان کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر لوگوں کو ۳۶ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا اہل مدینہ نے ایسا اس لئے کیا کہ ان کی برابری مکہ والوں سے ہوجائے کیونکہ مکہ والے ہر دو ترویحہ کے درمیان سات مرتبہ طواف کرتے تھے تو مدینہ والے ہر سات کی جگہ چار رکعت کو کردیا اور ولی بن عراقی نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد جب مدینہ منورہ کی مسجد کے امام بنائے گئے تو ان کی سنت قدیمہ کو اس میں زندہ کیا اس کی رعایت کرتے ہوئے جس پر اکثر حضرات تھے تو تراویح رات کے شروع میں عادت کے مطابق بیس رکعت پڑھتے تھے پھر رات کے اخیر میں مسجد کے اندر سولہ رکعت پڑھتے تھے تو ماہ رمضان میں باجماعت دو ختم کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کے ساکنین کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا آج تک وہ لوگ اسی پر ہیں۔

اور ارشاد الساری کے اسی ص ۶۵۸ پر ہے:

و عن الشافعی ایضاً رواہ عنہ الزعفرانی رأیت الناس یقومون بالمدینۃ بتسع و ثلاثین و بمکۃ بثلاث و عشرین و لیس

فی شئ ذلك ضیق اھ قال الحنابلة و التراویح عشرون و لاباس بالزیادة نصا ای عن الامام احمد۔

ترجمہ: نیز شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے جسے زعفرانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے دیکھا ہے لوگوں کو مدینہ منورہ میں ۳۹ اور مکہ مکرمہ میں ۲۳ پڑھتے ہوئے اور اس میں کوئی حرج نہیں اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین علما نے فرمایا کہ تراویح بیس ہیں اور زیادہ میں حرج نہیں ہے۔

اور اسی میں ہے:

"قال و الاقتصار علی عشرین مع القرأة فیھا بما یقرؤن غیرہ فی ست و ثلاثین رکعة افضل لفضل طول القیام علی کثرة الرکوع و السجود۔"

یعنی حلیمی نے کہا کہ بیس رکعت پر اتنی تلاوت کے ساتھ جتنی ۳۶ والی رکعت میں تلاوت کرتے ہیں افضل ہے، کیونکہ لمبے قیام کو کثرت رکوع وسجود پر فضیلت حاصل ہے۔

"ما کان یزید فی رمضان و لا فی غیرہ علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا" کے تحت بخاری شریف کے حاشیہ ص ۲۶۹ میں ہے:

"فی المرقاة اعلم انه لم یوقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی التراویح عددا معینا بل لایزید فی رمضان و لا فی غیرہ علی ثلاث عشرة رکعة لکن کان یطیل الرکعات فلما جمعھم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی ابی کان یصلی بھم عشرین رکعة ثم یوتر بثلاث و کان یخفف القرأة بقدر مازاد من الرکعات و کان طائفة من السلف یقومون باربعین رکعة و یوترون بثلاث و اخرون بست و ثلاثین و اوتر بثلاث۔ ھذا کله حسن و اما ما روی

ابن ابی شیبة وغیرہ انه صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر فضعیف نعم ثبت العشرون فی زمن عمر ففی المؤطا کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب و فیه روایة بأحدی عشرة و جمع بینهما بأنه وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فأنه المتوارث انتهی ملتقطا۔"

اور اسی بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۴ حاشیہ ۳ پر ہے:

قوله ماکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان الخ و ماروا ه ابن ابی شیبة و الطبرانی و البیهقی من حدیث ابن عباس انه علیه السلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر فضعیف مع مخالفة صحیح نعم ثبت العشرون من زمن عمر رضی الله عنه فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث و عشرین رکعة و فی المؤطا روایة بأحدی عشرة و جمع بینهما بأنه وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث فتحصل من هذا کله ان قیام رمضان سنة احدی عشرة رکعة بالوتر فی جماعة فعله علیه السلام و ترکه بعذر و افاد انه لو لاخشیة ذلك لواظبت بکم و لاشك فی تحقق الامر من ذلك بوفاته صلی الله علیه وسلم فیکون سنة و کونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین و قوله صلی الله علیه وسلم علیکم سنتی و سنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم کذا قاله ابن الهمام۔

اور اسی بخاری شریف کے ج ۱ ص ۱۲۶ حاشیہ ۱۴ پر ہے:

"قوله لم يخف على مكانكم اى اجتماعكم و كونكم فى المسجد لكن المانع عن الخروج اليكم انى خشيت ان تفرض عليكم اى صلاة الليل المسماة بالتراويح و من هذا أخذ عمر رضى الله عنه و أمر بأدائها لزوال خوف الفرضية فى وقته مع ما علم من محبته صلى الله عليه وسلم اياها و قد قال على رضى الله حين رأى الناس يصلون فى المساجد بعد ما أمر عمر رضى الله تعالىٰ عنه بذلك نور الله مضجع عمر كما نور مساجد الله ۱۲ خير جارى"

اور مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج۲، ۱۷۵ پر رئیس المفسرین امام المحدثین علامہ علی بن سلطان محمد القاری علیہ رحمۃ الباری نقل فرماتے ہیں:

اعلم انه لم يوقت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى التراويح عددا معينا بل لايزيد فى رمضان و لا فى غيره على ثلث عشرة ركعة لكن كان يطيل الركعات فلما جمعهم عمر على ابى كان يصلى بهم عشرين ركعة ثم يوتر بثلث و كان يخفف القرأة بقدر مازاد من الركعات لان ذلك اخف على المامومين من طويل الركعة الواحدة ثم كانت طائفة من السلف يقومون بأربعين و يوترون بثلاث و آخرون بست و ثلاثين و اوتروا بثلاث و هذا كله حسن سائغ و من ظن ان قيام رمضان فيه عدد معين موقت عن النبى صلى الله عليه وسلم لايزيد و لا ينقص فقد اخطأ ذكره ابن تيمية الحنبلى و روى البيهقى فى المعرفة عن السائب بن يزيد قال كنا نقوم فى زمن عمر بن الخطاب بعشرين ركعة و الوتر قال النووى فى الخلاصة اسناده صحيح و فى المؤطا رواية بأحدى عشرة

جمع بینهما بأنه وقع اولا ثم استقرر الامر علی العشرین فأنه المتوارث فتحصل من هذا کله انه التراویح فی الاصل احدیٰ عشر بالوتر فی جماعة فعله صلی الله علیه وسلم ثم ترکه لعذر افاد انه لاخشیة ذلك لواظبت بکم و لاشك فی تحقق الامن من ذلك بوفاته صلی الله علیه وسلم فیکون سنة و کونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین و قوله علیه السلام علیکم سنتی و سنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم فیکون العشرون مستحبا و ظاهر کلام المشائخ ان السنة عشرون و مقتضی الدلیل ما قلنا و قال ابن حجر و قول بعض ائمتنا انه صلی بالناس عشرین رکعة لعله اخذه مما فی مصنف ابن ابی شیبة انه علیه الصلوٰة و السلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر و مما رواه البیهقی انه صلی بهم عشرین رکعة بعشر تسلمیات لیلتین و لم یخرج فی الثالثة لکن الروایاتان ضعیفتان و فی صحیح ابن خزیمة و ابن حبان انه صلی بهم ثمان رکعات و الوتر لکن اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة۔"

رکعاتِ تراویح اور ائمہ اربعہ کا موقف:

اور ترمذی شریف ج ا،ص ۱۶۶ پر ہے:

و اکثر اهل العلم علی ما روی عن علی و عمر و غیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة و هو قول سفیان الثوری و ابن المبارك و الشافعی و قال الشافعی و هکذا ادرکت ببلدنا و بمکة یصلون۔"

ترجمہ: اور اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور یہی قول حضرت سفیان ثوری، حضرت عبداللہ ابن مبارک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور امام شافعی نے تو یہی فرمایا کہ میں نے اپنے شہر اور مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت ہی پڑھتے ہوئے پایا۔ (امجدی)

اور اسی کی شرح میں باب ماجاء فی قیام شھر رمضان کے تحت اس کے ص ۱٦٦ پر ہے:

"لم یقل احد من الائمة الاربعة بأقل من عشرین رکعة فی التراویح و الیه جمھور الصحابة رضوان اللہ علیھم و قال مالك بن انس بستة و ثلثین رکعة فان تعامل اھل المدینة انھم کانوا یر کعون اربعة رکعات انفرادا فی التراویح و اما اھل مکة فکانوا و یطوفون بالبیت فی الترویحات۔"

مفہوم عبارت: تراویح کے بارے میں ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی بیس سے کم رکعات کا قول نہیں فرمایا اور یہی مسلک وموقف جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 36 رکعات ضرور منقول ہیں مگر ان میں بھی بیس رکعت تراویح اور باقی 16 رکعتیں نوافل کی ہیں اور وہ ایسا اس لئے کرتے تھے کہ اہل مکہ ہر دو ترویحہ کے درمیان طواف کیا کرتے تھے تو طواف کے اسی ثواب کو حاصل کرنے کے لئے اہل مدینہ ایسا کیا کرتے تھے۔ (امجدی)

اور حاشیہ مؤطا امام محمد ص ۱۳۹ پر ہے:

"و اما کون عمر اول من جمع الناس علی ابی کما ھو المعروف فھو لاینافی ذلك لان صلاة ابی مع الناس فی زمن النبی صلی اللہ

عليه وسلم لم يكن من اهتمامه لم يكن من امره و الاهتمام به و الاجماع على امام واحد انما كان في زمن عمر فهو اول من فعل ذلك و قد حققت المرام في تحفة الاخيار ثم جمع الناس على ابي في عهد عمر انما كان للرجال و اما للنساء فكان امام آخر كما اخرجه سعيد بن منصور من طريق عروة ان عمر جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي بالرجال و كان تميم الداري يصلي بالنساء سليمان بن ابي حشمة قال ابن حجر لعل ذلك كان في وقتين انتهى و على هذا يحمل اختلاف ماروا‌ه مالك عن السائب و ان عمر امر ابي بن كعب و تميما ان يقوما باحدى عشرة ركعة مع ماروا‌ه هو البيهقي ان عمر جمع الناس على ثلث وعشرين ركعة مع الوتر فيحمل ذلك على ان الاقتصار على الاول كان في البدأثم استقر الامر على عشرين، ذكره ابن عبدالبر۔"

اوراسی کتاب کے ص ۱۴۰، حاشیہ ۳ پر ہے:

"واخرج البيهقي عن السائب كانوا يقومون على عهد عمر في شهر رمضان بعشرين ركعة واخرج عن عروة ان عمر اول من جمع الناس على قيام رمضان الرجال على أبي بن كعب والنساء على سليمان بن ابي حشمة زادابن سعد فلما كان عثمان جمع الرجال والنساء على امام واحد سليمان بن ابي حشمة واخرج البيهقي عن شبرمة وكان من اصحاب على انه كان يؤمهم في رمضان فيصلي خمس ترويحات واخرج ايضاً انهم كانوايقومون على عهد عمر بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى مثله واخرج ايضاً عن عرفجة

كان علي يامر الناس بقيام رمضان ويجعل للرجال اماما وللنساء اماما قال عرفجة فكنت انا امام النساء وعن ابي عبدالرحمن السلمي ان عليا دعا القراء في رمضان فامر رجلا بان يصلي بالناس عشرين ركعة وكان علي يوتربهم وروى عن علي انه قال نور الله قبرعمر كما نورمساجدنا۔ ذكره ابن تيمية وفي الباب آثار كثيرة فان قلب قدروى الطحاوى وغيره تخلف ابن عمر و عروة وجماعة من التابعين عن صلوة الجماعة في ليالي رمضان فكيف يصح قول محمد لان المسلمين اجمعوا على ذلك قلت تخلفهم لانهم كانوا يرون الصلوة في البيوت او في آخر الليل افضل لكن لم ينقل عن احد منهم انهم انكروا على اجتماعهم على امام واحد في المسجد۔"

اور اشعة اللمعات ج۱،ص ۵۴۴ پر ہے:

وصحیح آنست کہ آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزارد ہماں نماز تہجد وے بود کہ یازدہ رکعت باشدوابن ابی شیبہ از ابن عباس روایت آوردہ کہ آنچہ آنحضرت گزارد بست رکعت بودونیز بعد از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ حال ہمبر آن نہج بود کہ ہر کسے برائے خود در خانہ یا بمسجد گزاردوچوں صدرے از خلافت عمر گذشت مردم راجمع کرد چنانکہ دراحادیث بیاید واہل مدینہ مطہرہ بربست رکعت شانزدہ رکعت دیگر می گزارند اہل مدینہ چوں ازیں فضیلت دور افتادند دربدل آن چہار رکعت افزودندوالآن نیز دریں مقام شریف متعارف ست وآن راستہ عشریہ میگویند ودرآخر شب بعد از گزاردن تراویح کہ در اول شب می گزاردند از خانہ ہابرمی آیندو می گزارند۔"

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نماز دراصل تہجد کی تھی جو آپ گیارہ رکعت

پڑھتے تھے۔ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ بیس رکعت پڑھتے تھے، پھر حضور ﷺ کے بعد خلافت فاروقی تک لوگ اسی طریقہ اور حالت پر رہے کہ ہر شخص بطور خود گھر میں یا مسجد میں پڑھ لیتے تھے۔اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور گذر گیا لوگوں کو تراویح کے لئے جمع کیا۔جیسا کہ احادیث میں اس کا بیان آرہا ہے۔اور اہل مدینہ مطہرہ بیس رکعات پر مزید سولہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اہل مکہ ہر دو ترویحہ کے بعد طواف کعبہ کرتے تھے اور طواف کی دو رکعت پڑھتے تھے۔اور اہل اس فیضیلت سے دور تھے تو اس کے بدلے چار رکعت کا اضافہ کر دیا اور ابھی بھی اس مقام مقدس میں ایسا ہی مشہور و متعارف ہے اور انہیں سولہ رکعت کہتے ہیں۔اور اول شب میں تراویح ادا کرنے کے بعد گھروں سے باہر آ کر سولہ رکعت ادا کرتے ہیں۔(امجدی)

"عن السائب بن یزید قال امر عمر أبی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس فی رمضان باحدیٰ عشر ۃ رکعۃ۔"

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔(امجدی)

اس کی وضاحت میں اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۴۷ پر ہے:

امر کرد عمر ابی بن کعب وتمیم داری را کہ وے نیز از مشاہیر صحابہ است واول نصرانی بود و مسلمان شد کہ قیام نمایند ایں ہر دو صحابی برائے مردم در رمضان بیازدہ رکعت چنانکہ آں حضرت نیز بیازدہ رکعت کہ عادت وے در تہجد بود قیام می نمود و گفتہ اند کہ ایں روایت وہم است زیرا کہ بصحت رسیدہ است کہ قیام می کردند در عہد عمر بہ بست رکعت وجواب دادہ اند کہ سند ایں حدیث صحیح ست وتواند کہ در بعض اوقات گاہے بست می کردہ

باشد وگاہ یازدہ وبعضی گفتہ اند کہ در بعض لیالی قصد تشبہ بآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می کردہ باشد وبعدازان قرار بہ عشرین یافتہ باشد چنانکہ ازآنحضرت ہم روایتے ہست وروایت بست وسہ کہ آمداست باعتبار سہ رکعت وتراست۔''

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رمضان شریف میں گیارہ رکعت قائم کرنے کا حکم دیا۔ یہ مشاہیر صحابہ کرام میں سے ہیں، نصرانیت ترک کرکے انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ انہیں حضور ﷺ نے مردوں کے لئے گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا، جیسا کہ حضور ﷺ تہجد میں آٹھ رکعات اور تین رکعات وتر پڑھنے کی عادت کریمہ تھی۔ علما نے کہا ہے کہ اس روایت میں وہم ہے۔ کیونکہ یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگ بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات میں بیس رکعت پڑھی گئی ہو اور کبھی گیارہ۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ ہوسکتا ہے بعض راتوں میں حضور ﷺ کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا ہو اور پھر بیس رکعت پڑھنے پر اتفاق ہوگیا ہوگیا ہو، جیسا کہ حضور ﷺ سے بھی بیس رکعت کی روایت آئی ہے۔ (امجدی)

اور احادیث الصیام مولف دکتور الحسنی عبدالمجید ھاشم الامین العام لمجمع البحوث الاسلامیۃ بالازھر مصر القاھرۃ ص ۷۴ پر ہے:

"عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ اخرجہ المؤطا۔"

ترجمہ: حضرت یزید بن رومان سے مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں رمضان شریف میں تئیس رکعت پڑھتے تھے (ان میں تین رکعت وتر ہیں۔ امجدی)

اور اسی میں ص ۸۴ پر ہے:

وعن ابن عباس قال كان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط وفیه ابوشیبة ابراهیم۔"

ترجمہ: اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر (تین رکعت) پڑھا کرتے تھے۔ (امجدی)

ان احادیث کریمہ کے متون وشروح سے ثابت ہوا کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بیس رکعت صحابہ اور غیر صحابہ پڑھتے رہے۔ اور بیس رکعت پر خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کا اجماع ہوا اور بیس رکعت تراویح پر جمہور علماء، فقہاء، صلحا، محدثین عام مومنین مسلمین کا عمل رہا۔ حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح اب تک پڑھی جاتی ہیں۔

ان مذکورہ کتب معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل تراویح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا سنت صحابہ، سنت تابعین، ائمۂ مجتہدین اور فقہائے دین متین ہے۔ حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ کا عمل بیس پر ہے۔ اہل مکہ مکرمہ اور اہل مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتکریما کا عمل بیس پر رہا ہے اور اہل مدینہ نے بیس پر جو زائد سولہ پڑھی ہیں وہ دراصل نفل ہیں اور اہل مکہ کی مساوات کے لیے ہے کہ وہ ہر چار رکعت پر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے، اہل مدینہ نے طواف کے بدلے چار چار رکعتیں نفل پڑھیں کہ وہاں طواف نہیں کر سکتے تھے۔

گیارہ رکعت والی روایت مضطرب ہے:

اور وہ روایت کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا اس روایت میں سخت اضطراب ہے۔ مؤطا امام مالک کی روایت میں اس حدیث کے راوی محمد بن یوسف سے گیارہ رکعتیں منقول ہوئیں اور محمد ابن نصر مروزی نے انہیں سے تیرہ رکعات نقل کیں۔ محدث عبدالرزاق نے انہیں سے اکیس رکعتیں نقل کیں۔ کما مر عن فتح الباری فی شرح البخاری جلد چہارم، ص ۲۹۸ مضطرب حدیثیں لائق اعتبار نہیں ہوتیں۔ ابن عبدالبر نے فرمایا یہ روایت وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم دیا۔ یہ ہوسکتا ہے اولاً مع وتر گیارہ پڑھی، پھر تیرہ، پھر بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوگیا، جیسا کہ لمعات میں گذرا۔

اور مرقات شرح مشکوۃ ج ۲، ص ۱۷۴ پر ہے:

(باحدی عشرۃ رکعۃ) ای فی اول الامر لما قال ابن عبد البر هذه الرواية وهم والذی صح انهم كانوا يقومون على عهد عمر بعشرين ركعة واعترض بأن ذلك السند صحيح ايضا ويجاب بانه لعلهم فی بعض الليالی قصدوا التشبيه به صلى الله عليه وسلم فانه صح عنه انه صلى بهم ثمانی ركعات والوتر وان كان الذی استقر عليه امرهم العشرين ورواية ثلاث وعشرين حسب رواية الثلاثة الوتر فانه جاء انهم كانوا يوترون بثلاث وهذا يدل على ان الوتر ثلاث على ماتقرر عليه آخر الامر وانه غير داخل فی صلاة اليل۔"

ایک شبہ کا ازالہ:

اسی مرقاۃ میں یہ بیان گذر چکا ہے کہ بیس پر صحابۂ کرام کا اجماع ہوگیا اور

مؤطا شریف میں گیارہ رکعت کا بھی ذکر ہے۔ان دونوں روایت کو اس طرح جمع کیا گیا کہ عہد فاروقی میں پہلے گیارہ کا حکم ہوا، پھر بیس رکعت پر تراویح کا معاملہ ہمیشہ کے لیے طے پا گیا اور یہی صحابہ کرام کا مقبول اور تمام مسلمانوں کا معمول۔اور بیس سے کم والی ساری روایتیں منسوخ ومتروک اور بیس سے زائد ۲۲، یا ۳۶، یا ۴۰ رسب نفل اور نفلوں کی انتہا نہیں۔کما فی ارشاد الساری۔اور وہ روایت جو بخاری شریف میں ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف میں کتنی نماز پڑھتے تھے؟ تو جواب میں فرمایا: '' ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ (الحدیث) '' یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف اور غیر رمضان میں گیارہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

تو اس حدیث سے صاف ظاہر کہ سیدہ تہجد کا ذکر فرما رہی ہیں نہ کہ نماز تراویح کا کیوں کہ تراویح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں کب پڑھی جاتی ہے؟ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوائے وتر کے بیس رکعت پڑھتے تھے۔اس حدیث کے اسناد میں (ابوشیبہ ابراہیم ابن عثمان عیسیٰ کوفی، قاضی واسطہ جد ابی بکر شیبہ) غیر ثقہ راوی ہے مگر امام اعظم اس سے بہت پہلے ہیں۔لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کو اگر ملی تو صحیح ہو کر ملی اور بعد والے کا ضعف پہلے والے کو مضر نہیں اور بیس رکعات تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا نہ فقط فعل امیر المومنین اور عامۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلکہ ارشادات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ.رواہ احمد وابوداؤد و الترمذی وابن ماجہ عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہ میری سنت کی اتباع کرو اور

خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑلو۔اور فرمایا:"اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر ۔" پیروی کرو میرے اصحاب میں ابوبکر و عمر کی، جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے ر۔واہ احمد والترمذی وابن ماجہ والسرویانی عن حذیفہ ابن الیمان وابن عدی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یہ تھے کتب احادیث کریمہ معتبرہ مشہورہ متداولہ اور ان کے مشہور ومعروف شروح سے براہین ساطعہ ودلائل قاطعہ۔والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ اجمعین واللہ یھدی من یشاء علی سبیل المؤمنین۔

دوسرا باب:

بیس رکعت تراویح فقہاء کی نظر میں:

اب کتب فقہ واقوال فقہاء سے آنکھیں نورانی اور قلوب کو روشن ومنور کریں ملاحظہ ہو، واللہ الموفق وبہ الھدایۃ۔

نورالایضاح تصنیف حسن الوفائی شرنبلالی ص۹۹ پر ہے:

"التراویح سنۃ للرجال والنساء وصلاتھا بالجماعۃسنۃ کفایۃ وھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات۔"

تراویح مرد وعورت دونوں کے لیے سنت ہے اور اس کی نماز باجماعت سنت کفایہ وہ بیس رکعت ہیں دس سلاموں کے ساتھ۔

اور اس کی شرح مراقی الفلاح ص۳۳۶ پر ہے:

"وھی عشرون رکعۃ باجماع الصحابۃ رضی اللہ عنھم کما ھو المتوارث۔"

اور یہ بیس رکعت ہے جیسا کہ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔اور اس کے حاشیہ ۳۳۴ پر علامہ احمد بن محمد بن اسمٰعیل الطحطاوی الحنفی فرماتے ہیں:

"وانماثبت العشرون بمواظبۃ الخلفاء الراشدین ماعدا الصدیق رضی اللہ عنھم ففی البخاری فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک فی خلافۃ ابی بکر وصدر من خلافۃ عمر حین جمعھم عمر علی أبی بن کعب فقام بھم فی رمضان فکان ذلک اول اجتماع الناس علی قاری واحد فی رمضان کمافی فتح

الباری۔وبالجماعة فهی سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم سنها لنا و ندبنا الیها و کیف لاوقد قال ﷺ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی عضواعلیهابالنواجذ۔و روی ابونعیم من حدیث عروة الکندی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ستحدث بعدی اشیاء احبها الی ان تلمزواما احدث عمر۔و فی البحر عن الخلاصة اختلف المشائخ فی کونها سنة یعنی اومستحبة قال وانقطع الخلاف بروایة الحسن عن الامام انها سنة اه وقد ذکر الاصولیون ان السنة مافعله النبی صلی الله علیه وسلم اوواحدمن الصحابة۔"

اوراسی کے ص ۳۳۵ پر ہے:

"فقد صرح فی کثیرمن المتداولات بانهاسنة عمر یعنی بالنظر لکونهاعشرین رکعة وللمواظبة علیها وذلك لایمنع کونها سنةرسول الله صلی الله علیه وسلم ایضا لما ذکرناه۔"

اور صاحب قدوری علامہ ابوالحسن بن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی متوفی ۳۶۳/ ۴۲۸ھ اپنی کتاب مستطاب میں ص ۳۹ پر فرماتے ہیں:

"فیصلی بهم امامهم خمس ترویحات" کہ امام حاضرین کو پانچ ترویحہ پڑھائے۔

اس کے حاشیہ پر ہے:

"قوله خمس ترویحات جمع ترویحة وهواسم لاربع رکعات فتکون عشرین رکعة وهی سنة علی الاصح لماروی عن علی بن طالب انه امر رجلایصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة

اخرجه البیهقی وروی ابن ابی شیبة ان علیا امر رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعة وصلاها عمر ووافقه کل من الاصحاب وامروا بذلك بلا نکیر من احد وقد اثنی علی کرم الله وجهه علی عمر رضی الله عنه قال نور الله لك یا ابن الخطاب فی قبرك کما نورت مساجدالله بالقرآن وروی البیهقی من طریق السائب بن یزید کنا نقوم فی زمن عمر رضی الله عنه بعشرین رکعة والوتر وقول الصحابی وفعله سنة کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین وقال فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقال فی حقهم جمیعا اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وقال مالك فی المؤطا عن یزید بن رومان کان الناس یقومون فی زمن عمر فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة ای مع الوتر وبه قال سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی وقال الشافعی هکذا ادرکت ببلدنا مکة یصلون عشرین رکعة۔"

ترجمہ: ترویحات جمع ترویحہ کی ہے اور ترویحہ چار رکعت کو کہتے ہیں تو پانچ ترویحہ بیس رکعت ہو جائیں گے اور یہ علی الاصح سنت ہے جیسا کہ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا۔ اخرجہ البیہقی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھائے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس پڑھی اور سارے صحابی نے آپ کی موافقت کی اور اس کا حکم کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف بیان کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی قبر کو

آپ کے واسطے اے ابن خطاب! بقعۂ نور بنا دے، جس طرح آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسجدوں کو قرآن شریف سے منور ومجلّٰی فرمایا۔ اور بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور وتر۔ صحابی کا قول وفعل سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاے راشدین کی سنت کے مطابق عمل کرنا۔ اور ارشاد فرمایا میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرتے رہنا۔ اور ارشاد فرمایا تمام صحابہ کے بارے میں کہ میرے تمام اصحاب ستاروں کے مثل ہیں جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پر رہو گے۔ امام مالک نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کی کہ لوگ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تیئیس (۲۳) رکعت وتر کے ساتھ پڑھتے تھے، یہی سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی رحمہم اللہ نے فرمایا۔ اور شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ایسے ہی ہم نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

شرح وقایہ ج ا ص ۱۷۵ پر ہے:

"سن التراویح عشرون رکعۃ" تراویح بیس رکعت مسنون ہے۔

اسی میں ہے:

"وانماکانت التراویح سنة لانه واظب علیها الخلفاء الراشدون والنبی علیه السلام بین العذر فی ترك المواظبة وهو مخافة ان تکتب علینا۔"

تراویح سنت ہے اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مواظبت فرمائی ہے۔ اور ترک مواظبت پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عذر بیان فرمایا کہ مواظبت کرنے سے تراویح کے فرض ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اوراس کے حاشیہ پر ہے:

"ثبت اهتمام الصحابة على عشرين في عهد عمر وعثمان وعلى فمن بعدهم اخرجه مالك وابن سعد والبيهقى وغيرهم وما واظبت عليه الخلفاء فعلا او تشريعا ايضاً سنة لحديث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين اخرجه ابوداؤد وغيره۔"

صحابہ کرام بیس پر عمر فاروق عثمان غنی اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر ان کے بعد کے حضرات نے اہتمام فرمایا اور جس پر خلفاء فعلا یا تشریعاً ہمیشہ رہے وہ بھی سنت ہے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کہ "تم پر میری اور میرے خلفاء کی سنت کی پیروی ضروری ہے" کی وجہ سے۔

اسی میں ہے:

"وروى عنه استنان وهوالصحيح المختار عند اصحابه ولاعبرة بمخالفة و كذا ادائه بالجماعة سنة مؤكدة و كذا اعدوه اى عشرين ركعة۔"

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا مسنون ہونا مروی ہے اور یہی صحیح ہے اور آپ کے اصحاب کے نزدیک مختار ہے۔ مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح اس کا باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اسی طرح اس کو بیس رکعت سنت شمار کیا ہے۔

کنز الدقائق میں ص ۴۲ پر ہے:

"وسن في رمضان عشرون ركعة بعشر تسليمات۔"

اوراس کے تحت حاشیہ پر ہے:

"قوله سن اى للرجال والنساء جميعا باجماع الصحابة ومن بعدهم من الامة منكر هامبتدع ضال مردود الشهادة كما في

المضمرات وقال علیه الصلاۃ والسلام ان اللہ تعالیٰ سن لکم قیامہ وقال علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وصلی مع الصحابۃ لیلتین اواربع لیالی کما فی البخاری بین العذر فی ترك المواظبۃ ھو خشیۃ ان تکتب علینا وصلوا بعدہ فرادی الی ایام عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم اقامھا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی زمانہ حیث امرابی بن کعب ان یصلی بالناس والصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ساعدوہ ووافقوہ امروابذلك بلانکیرمن احدو قداثنی علی کرم اللہ وجھہ علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیث قال نوراللہ مضجع عمر کما نور مساجدناوقیل ھی مستبحۃ والاول ھو الصحیح من المذھب یعنی القول بالسنۃ ۔انتھیٰ مجمع الانھر۔"

یعنی نماز تراویح مرداورعورتوں دونوں کے لیے مسنون ہے اس پرصحابہ اورامت کے سارے لوگوں کا اور جوان کے بعد ہے کا اجماع ہے۔ اس کا منکر بدعتی گمراہ، مردودالشہادۃ ہے۔ ایسا ہی مضمرات میں ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے واسطے اس کے قیام کویعنی تراویح پڑھنے کوسنت قرار دیا ہے۔اورحضورعلیہ السلام نے فرمایا کہ تم پرمیری سنت اورمیرے بعدخلفائے راشدین کی سنت کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو یاچاررات صحابہ کے ساتھ تراویح پڑھی ہے جیسا کہ بخاری میں مذکور ہے اور ہمیشہ نہ پڑھنے کا عذر بیان فرمایا کہ اندیشہ تھا کہ ان پرفرض نہ ہوجائے اوراس کے بعدعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع زمانہ تک لوگ تنہا تنہا پڑھتے رہے پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام فرمایا ابی

ابن کعب کوحکم فرمایا کہ لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائیں۔صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان کی تائید فرمائی اور موافقت کی، بلاانکار سبھوں نے اس کا حکم کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پر تعریف کی اس طرح فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمر کے خواب گاہ کو منور فرمائے جیسا کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو منور فرمایااور کہا گیا ہے کہ یعنی تراویح مستحب ہے اور مذہب سے اول ہی صحیح ہے۔یعنی سنیت کا قائل ہونا۔(مجمع الانہر)

اور حاشیہ کنزالدقائق مطبع مجتبائی کے ص ۳۶ میں ہے:

"والسر فی کونہا عشرین رکعۃ ان السنن شرعت مکملات للواجبات وھی مع الوتر عشرون رکعۃ فکانت التراویح کذالك وعند مالك ست وثلاثون رکعۃ استدلال بفعل اھل المدینۃ ولنا ماروی البیھقی باسناد صحیح انھم کانوا یقومون علی عھد عمر رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ و کذا علی عھد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما فصار اجماعاً۔"

تراویح کے بیس رکعت ہونے میں راز یہ ہے کہ سنتیں شروع ہوئی ہیں واجبات کو مکمل کرنے کے لیے اور یہ وتر کے ساتھ بیس رکعت ہیں اسی وجہ سے تراویح بیس رکعات ہوئیں اور امام مالک کے نزدیک ۳۶ چھتیس رکعت ان کی دلیل اہل مدینہ کا عمل ہے اور ہماری دلیل یہ ہے جو بیہقی نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اسی طرح حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں تو بیس پر سب کا اجماع ہوگیا۔

اور ہدایہ تالیف شیخ الاسلام برہان الدین ابی الحسن علی بن عبدالجلیل ابی بکر المرغینانی المرشدانی المتوفی ۵۹۳ھ ص ۱۳۰ پر ہے:

"فیصلی بھم اما مھم خمس ترویحات۔" امام لوگوں کو پانچ ترویحہ پڑھائے۔

اسی میں ہے:

"والاصح انھا سنۃ کماروی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لانہ واظب علیھا الخلفاء الراشدون والنبی علیہ السلام بین العذرفی ترکہ المواظبۃ وھو خشیۃ ان تکتب علینا وسنۃ فیھا الجماعۃ لکن علی وجہ الکفایۃ۔"

اوراس کے حاشیہ پر ہے:

"قولہ بین العذر الخ روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ من رمضان وصلی عشرین رکعۃ فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ اجتمع الناس فخرج وصلی بھم عشرین رکعۃ فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ کثرالناس فلم یخرج ثم قال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یکتب علیکم فکان الناس یصلون فرادی الی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال انی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمع بھم علی ابی بن کعب فصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعۃ ۱۲ع۔"

اقول:رأیت ھذاالحدیث فی شرح العنایۃ علی الھدایۃ علی ج۱ص۴۰۷للامام اکمل الدین محمد بن محمود لبابرتی المتوفی ۷۸۶ھ وایضا رأیتہ فی الکفایۃ علی الھدایۃ لمولانا جلال الدین الخوارزمی الکرمانی۔

اورفتح القدیرج۱ص۴۰۷پر ہے:

"نعم ثبت العشرون من زمن عمر فی المؤطاعن یزیدبن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث و عشرین رکعة وروی البیهقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسناده صحیح وفی المؤطا روایة بأحدی عشرة وجمع بینهما بأنه وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث فتحصل من هذا کله ان قیام رمضان سنة احدی عشرة رکعة بالوتر فی جماعة فعله صلی اللہ علیه وسلم ثم ترکه لعذر افادانه لولا خشیة ذلك لواظبت بکم ولا شك فی تحقق الامن ذلك بوفاته صلی اللہ علیه وسلم فیکون سنة و کونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین وقوله صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم۔"

اور کفایہ میں ص ۴۰۶ پر ہے:

"فیصلی بهم امامهم خمس ترویحات۔الاصل فیه ماروی ان النبی علیه الصلوٰة والسلام خرج لیلة فی شهر رمضان فصلی بهم عشرین رکعة واجتمع الناس فی الثانیة فخرج فصلی بهم فلما کانت الثالثة کثر الناس فلم یخرج۔وقال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یفترض علیکم فکان الناس یصلونها فرادی الی ایام عمربن الخطاب رضی اللہ عنه ثم تقاعدوا عنها فرأی ان یجمعهم علی امام واحدفجمعهم علی ابی بن کعب وکان یصلی بهم خمس ترویحات ویجلس بین کل ترویحتین۔"

اور عنایہ ص ۴۰۷ پر ہے:

"روی انه صلی اللہ علیه وسلم خرج لیلة من لیالی رمضان وصلی عشرین رکعة فلما کانت اللیلة الثانیة اجتمع الناس فخرج وصلی بهم عشرین رکعة ولما کانت اللیلة الثالثة کثر الناس فلم یخرج علیه السلام وقال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان تکتب علیکم فکان الناس یصلونها فرادی الی زمن عمر رضی اللہ عنه فقال عمر انی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمعهم علی ابی بن کعب فصلی بهم خمس ترویحات عشرین رکعة انتهی۔"

وضاحت: کتب فقہ کی جو عبارتیں اوپر مذکور ہوئیں ان سب کا مفہوم پچھلے صفحات میں آچکا ہے۔ بعض کا احادیث کے ضمن میں اور بعض کا فقہ کی دیگر عبارتوں کے ضمن میں جن کا ترجمہ مصنف علیہ الرحمہ نے خود فرمایا ہے اور بعض کا آنے والی عبارتوں میں خلاصہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اس لئے نہیں فرمائی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امام کی اقتدا میں بیس رکعت تراویح پڑھنے اور پڑھانے کا حکم فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے انکار نہیں فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ بیس رکعات تراویح پر جملہ صحابہ کا اتفاق ہو گیا اور بیس رکعت ہی سنت ہیں۔ (امجدی)

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج ۱، ص ۲۸۸ پر ہے:

"واما قدرها فعشرون رکعة وهذا قول عامة العلماء وقال مالك فی قول ستة وثلاثون رکعة وفی قول ستة وعشرون رکعة والصحیح قول العامة لما روی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه جمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی شهر رمضان علی ابی بن

كعب فصلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولم ینکرعلیه احدفیکون اجماعاً منهم علیٰ ذلك۔"

یعنی تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور امام مالک نے فرمایا ایک قول میں چھتیس رکعت اور ایک قول میں چھبیس رکعت۔ اور صحیح ارشادات عامہ علماء ہے جیسا کہ مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماہ رمضان المبارک میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے جمع کیا تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزانہ رات کے وقت بیس رکعت تراویح پڑھاتے رہے اس پر کسی نے انکار نہ کیا تو بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کرنے پر سارے صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ اھ

المختار تالیف الامام عبداللہ بن محمود مودود بن محمود ابو الفضل مجدالدین الموصلی متوفی ۱۹ محرم ۶۸۳ ص ۶۹ پر ہے:

"فیصلی بهم امامهم خمس ترویحات۔"

کہ امام پڑھائے لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس رکعت۔

اس کی شرح الاختیار میں ہے:

"هکذاصلی ابی بالصحابة وهوعادة اهل الحرمین۔" یعنی بیس رکعت تراویح باجماعت اس لیے پڑھے چوں کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اسی طرح بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور یہی حرمین شریفین کے باشندگان اہل اسلام کی عادت ہے۔

اسی میں یعنی الاختیار لتعلیل المختار میں ص ۶۸ پر ہے:

"التراویح سنة مؤکدة لان النبی صلی الله علیه وسلم اقامها فی بعض اللیالی وبین العذرفی ترك المواظبة وهو خشیة ان

تکتب علینا وواظب علیها الخلفاء الراشدون وجمیع المسلمین من زمن عمر بن الخطاب الی یومنا ھذاقال علیه الصلوٰۃ السلام (ماراٰہ المسلمون حسنافھو عنداللہ حسن) وروی اسدبن عمر وعن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفة عن التراویح ومافعله عمر فقال التراویح سنة مؤکدۃ ولم یتخرجه عمر من تلقاء نفسه و لم یکن فیه مبتدعاولم یأمربه الاعن اصل لدیه وعھد من رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔ولقد سن عمر ھذا وجمع الناس علی ابی بن کعب فصلاھا جماعة والصحابة متوافرون منھم عثمان وعلی و ابن مسعود والعباس وابنه طلحة والزبیر ومعاذوأبی وغیرھم من المھاجرین والانصار ومارد علیه واحدمنھم بل ساعدوہ و وافقوہ وامروابذلك والسنة اقامتھا بجماعة لکن علی الکفایة۔"

ترجمہ: تراویح سنت مؤکدہ ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض راتوں میں اس کی اقامت فرمائی اور ترک مواظبت پر عذر بیان فرمایا اور یہ کہ اندیشہ تھا کہ تم پر فرض کر دیا جائے اور خلفائے راشدین اور جمیع مسلمین نے زمانہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمارے اس دن تک مواظبت فرمائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جسے مسلمان کامل الایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور اسد بن عمر نے امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت کی ہے امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی للہ تعالیٰ عنہ سے تراویح اور اس کے بارے میں دریافت کیا جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے گڑھا نہیں اور نہ ان کی یہ نئی ایجاد ہے اور اس کا حکم دینا ضرور کسی ایسی اصل سے ہے جو

ان کے پاس تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے لیے کوئی عہد تھا بلاشبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سنت کو جاری کیا اور لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح کے لیے جمع فرمایا تو انہوں نے ان کو باجماعت تراویح پڑھائی شریک جماعت بہت سے صحابہ ہوئے۔ ان میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا، حضرت ابن مسعود، حضرت عباس، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاذ، حضرت ابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ مہاجرین وانصار سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک جماعت تھے۔ ان میں سے کسی نے اعتراض نہ کیا بلکہ سبھوں نے ان کی تائید فرمائی اور موافقت کی اور اس کا حکم فرمایا اور تراویح کی اقامت باجماعت سنت علی الکفایہ ہے۔اھ

درالمنتقی فی شرح الملتقی ج ا،ص ۱۳۵ پر ہے:

"(فصلاۃ التراویح سنۃ مؤکدۃ) لمواظبۃ الخلفاء الراشدین والنبی علیہ الصلوۃ والسلام بین عذر عدم المواظبۃ فی کل لیلۃ من رمضان بعد العشاء قبل الوتر وبعد فی الاصح بجماعۃ عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات۔"

یعنی نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے کہ خلفاء راشدین نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ باجماعت نہ پڑھنے کا عذر بیان فرمایا ہے۔ اور یہ رمضان شریف کی ہر شب میں بعد عشاء قبل وتر یا بعد وتر صحیح ترمذہب میں باجماعت دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعت ہے۔

مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ج ا،ص ۱۳۵ پر ہے:

"(سنۃ مؤکدۃ) للرجال والنساء جمیعا باجماع الصحابۃ ومن بعدھم من الامۃ منکرھا مبتدع ضال مردود الشھادۃ کما

فی المضمرات وقال علیه الصلوٰۃ والسلام (ان اللہ تعالیٰ سن لکم) قیامه وقال علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی وصلی مع الصحابة لیلتین اواربع الیالی کمافی البخاری وبین العذر فی ترك المواظبة وهو خشیة ان تکتب علینا وصلوابعده فرادی الی ایام عمربن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه ثم اقامها عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فی زمانه حیث امر ابی بن کعب ان یصلی بالناس والصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین ساعدوہ ووافقوہ وامروابذلك بلانکیرمن احد وقداثنی علی کرم اللہ وجهه علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه حیث قال نوراللہ مضجع عمر کمانور مساجدنا وقیل هی مستحبة والاول هو الصحیح من المذاهب یعنی القول بالسنة۔ اھ۔"

المیزان تالیف العارف الصمدانی والقطب الربانی سیدی عبدالوهاب شعرانی رحمه اللہ تعالی ص ۱۵۳ پر ہے:

ومن ذٰلك قول ابی حنیفة والشافعی واحمد ان صلاۃ التراویح فی شهر رمضان عشرون رکعة۔

کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة کے ص ۲۵۱ پر ہے:

"وقد اثبت سنتها جماعة بفعل النبی صلی اللہ علیه وسلم فقد روی الشیخان انه صلی اللہ علیه وسلم خرج من جوف اللیل لیالی من رمضان وهی ثلاث متفرقة لیلة الثالث والخامس و السابع والعشرین وصلی فی المسجد وصلی الناس بصلاته فیها و کان یصلی بهم ثمان رکعات ویکملون باقیها فی بیوتهم فکان یسمع

لهم ازيزاً كأزير النحل..ومن هذا تبين ان النبى صلى الله عليه و سلم سن لهم التراويح والجماعة فيها ولكنه لم يصل بهم عشرين ركعة كما جرى عليه العمل من عهد الصحابة ومن بعدهم الى الآن۔، ولم يخرج اليهم بعد ذلك خشية ان تفرض عليهم كما صرح به فى بعض الروايات ويتبين ايضاً ان عددها ليس قاصرا على الثمان الركعات التى صلاها بهم بدليل انهم كانوا يكملونها فى بيوتهم وقد بين فعل عمر رضى الله تعالىٰ عنه ان عددها عشرون حيث انه جمع الناس اخيراعلى هذاالعدد فى المسجد ووافقه الصحابة على ذلك ولم يوجد لهم مخالف من بعدهم من الخلفاء الراشدين۔ وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليهابالنواجذرواه ابوداؤد قدسئل ابوحنيفة عمافعله عمر رضى الله تعالىٰ عنهما فقال التراويح سنة مؤكدة وله يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يأمربه الاعن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، نعم زيد فيهافى عهد عمربن عبدالعزيز رضى الله تعالىٰ عنه فجعلت ستاوثلاثين ركعةً ولكن كان القصدمن هذه الزيادة مساواة اهل مكة فى الفضل لانهم كانوا يطوفون بالبيت بعد كل اربع ركعات مرة فرأى رضى الله تعالىٰ عنه ان يصلى بدل كل طواف اربع ركعات فهى عشرون ركعة سوى الوتر۔"

ترجمہ: اور اس کا مسنون ہونا باجماعت فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ شیخین نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف کی راتوں

میں سے چند رات آدھی رات کو نکلے اور وہ جداگانہ تین رات ہے تیسری، پانچویں، ساتویں، بیسویں اور مسجد میں پڑھی اور صحابہ کرام نے حضور کی نماز کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں آٹھ رکعت پڑھاتے رہے اور باقی ماندہ اپنے اپنے گھروں میں پورا کرتے تھے اور آواز ان کی سنائی دیتی تھی جیسے شہد کی مکھی کی۔ اور اس سے واضح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تراویح باجماعت مسجد میں مسنون فرمایا۔ لیکن انہیں بیس رکعت نہ پڑھائی جیسا کہ اس پر عہد صحابہ سے لے کر اب تک مسلمانوں میں عمل جاری ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد تراویح کو تشریف نہ لائے امت پر فرض ہوجانے کے اندیشہ سے۔ جیسا کہ بعض روایت میں اس کی صراحت آئی ہے۔ اور یہ بھی روشن ہوا کہ تراویح کی رکعتیں آٹھ ہی نہیں ہیں جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پڑھایا اس دلیل سے کہ وہ اسے اپنے گھروں میں پورا کرتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل نے بیان فرمادیا کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہیں اس چیز سے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر میں مسجد کے اندر اس عدد پر جمع کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بیس پر ان کی موافقت کی اور ان کی مخالفت ان لوگوں سے نہیں پائی گئی جو ان کے بعد خلفاء راشدین سے ہوئے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کے مطابق عمل کرنا لازم ہے ان کی سنت کو چوہوں (دانتوں) سے پکڑو۔ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تو فرمایا تراویح سنت مؤکدہ ہے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنی جانب سے نہیں نکالا اور نہ اس میں کسی نئی بات کے ایجاد کرنے والے ہیں اور نہ اس کا حکم دیا، مگر ایسی اصل سے جو ان کے پاس ہے اور ایسے عہد سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے نہیں ہوا۔ یہاں اس میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اضافہ ہوا اور

اسے چھتیس رکعتیں کر دی گئیں۔ لیکن اس اضافہ سے ارادہ مکہ مکرمہ والوں سے فضل میں مساوات کا تھا، اس لیے کہ مکہ والے ہر چار رکعت کے بعد ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا کہ ہر طواف کے بدلے چار رکعت پڑھی جائے تو یہ سوائے وتر بیس ہی رکعت ہے۔ اھ

اس کے حاشیہ پر ہے:

"المالکیة قالوا عدالتراویح عشرون رکعة۔"

کتاب المبسوط تالیف امام الفقہا شمس الدین سرخسی ص ۱۴۴ پر ہے:

"فانها عشرون رکعة سوی الوتر عندنا وقال مالك رحمه الله تعالیٰ السنة فیها ستة وثلاثون قیل من ارادان یعمل بقول مالك رحمه الله تعالیٰ ویسلك مسلکه ینبغی ان یفعل کما قال ابوحنیفة رحمه الله تعالیٰ یصلی عشرین رکعة کما هوالسنة ویصلی الباقی فرادی کل بتسلیمتین اربع رکعات وهذا مذهبنا وقال الشافعی رحمه الله تعالیٰ لاباس بأداء الکل جماعة کماقال مالك رحمه الله تعالیٰ بناء علی ان النوافل بجماعة مستحب عنده وهو مکروهٌ عندنا۔اه۔"

یعنی بلاشبہ نماز تراویح کی بیس رکعت ہے وتر کے سوا ہمارے نزدیک امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تراویح میں سنت ۳۶ رکعت ہے۔ کہا گیا کہ جو شخص مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر عمل کرنا اور ان کے مسلک پر چلنا چاہے تو مناسب ہے کہ یوں عمل کرے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بیس رکعت پڑھے جیسا کہ وہ سنت ہے اور باقی تنہا تنہا پڑھے ہر دو سلام پر چار رکعت پڑھے یہ ہمارا مذہب ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پوری نماز باجماعت ادا کرنے میں حرج نہیں جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بنا کرتے ہوئے کہ نوافل

ان کے نزدیک باجماعت مستحب ہے اور ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۱۵ پر ہے:

(فصل فی التراویح)وھی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمین کذافی السراجیة۔"

یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہیں اور ہر ترویحہ دوسلام کے ساتھ چار رکعتیں ہیں۔ (پورے بیس رکعت)

فتاویٰ قاضی خاں ج ا ص ۲۳۴ پر ہے:

"مقدار التراویح عنداصحابناوالشافعی رحمه الله تعالیٰ ما روی الحسن عن ابی حنیفة رحمه لله تعالیٰ قال القیام فی شهر رمضان سنة لاینبغی ترکها یصلی اهل کل مسجدفی مسجدهم کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة وقال مالك رحمه الله تعالیٰ ان یصلی ستة وثلاثین رکعة سوی الوتر لماروی عن عمروعلی رضی الله تعالیٰ عنهما انهما کانا یصلیان ستاوثلاثین ولنا ماروی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه انهم قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی عشرین رکعة فی شهررمضان ثم کان یوتر بثلاث بعدها خص رمضان بالذکر فالظاهر انه ارادبه التراویح و هو المشهورمن الصحابة والتابعین رضوان الله علیهم اجمعین۔ وماروی مالك رحمه الله تعالیٰ غیرشهر اوهومحمول علی انهما کانا یصلیان بین کل ترویحة اربع رکعات فرادی فرادی کما هومذهب اهل المدینة۔"

اور فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۱ ص ۶۵۳ پر ہے:

"قدصلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة بعشر تسليمات ثم ترك مخافة ان يجب وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حريص في قيام الليل كان رجل منهم يصلي مائة ركعة اوا كثرو كذافي زمن ابي بكر فلما ظهر الكسل في زمن عمر خاف ان يندرس فالصحابة اتفقوا على ان يصلي بجماعة و زينواالمساجد بالقناديل ولم يكن على رضى الله تعالىٰ عنه حاضرا فلما حضرورأى الجماعة والقناديل قال اقام الله امور عمر كما اقام سنة بنينا۔"

ترجمہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بیس رکعت تراویح دس سلاموں کے ساتھ پڑھی ہے امت پر واجب ہونے کے اندیشہ سے ترک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رات کے وقت نماز پڑھنے کے بڑے خواہش مند تھے بعض حضرات سوسو رکعت بلکہ اس سے زیادہ پڑھتے تھے ایسے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں۔ پھر جب سستی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوی تو خطرہ ہوا کہ رسم تراویح ختم نہ ہوجائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے باجماعت نماز تراویح پڑھنے پر اتفاق کیا اور مسجدوں کو روشن قندیلوں کے ساتھ مزین کیا۔ اس وقت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہ تھے جب حاضر ہوئے اور جماعت وقندیلوں کو دیکھا تو دعاء کی اللہ تبارک وتعالیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سارے کام درست بنائے جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ کی سنت کو درست فرمایا۔

فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۴۷۷ پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے

ہیں: اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بیس رکعت تراویح سنت عین ہیں کہ اگر کوئی شخص مرد یا عورت بلا عذر شرعی ترک کرے مبتلائے کراہت واسائت ہو اور ان کی جماعت کی مساجد میں اقامت سنت کفایہ۔

اسی میں ص ۴۷۶ پر ہے: ''عدد ش نزد جمہور علماء امت بست رکعت ست۔''

اسی میں ص ۴۸۲ پر ہے:

''سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوف فرضیت ترک فرمادی تو اس وقت تک وہ سنت مؤکدہ نہ ہوئی تھی جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اجرا فرمایا اور عامۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے اس وقت سے وہ سنت مؤکدہ ہوئی نہ فقط فعل امیر المؤمنین سے، بلکہ ارشادات سید المرسلین سے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب ان کا تارک ضرور تارک سنت مؤکدہ ہے اور ترک کا عادی فاسق وعاصی واللہ تعالیٰ اعلم۔''

فتاویٰ امجدیہ ص ۲۳۵ پر تنویر الابصار سے ہے:

"وھی عشرون رکعة بعشر تسلیمات۔"

ترجمہ: اور وہ بیس رکعت ہے دس سلام سے۔

درر وغرر میں ہے:

"وھی خمس ترویحات لکل تسلیمتان فتکون التسلیمات عشراً۔"

ترجمہ: اور اس میں پانچ ترویحہ ہیں، ہر ترویحہ میں دو سلام ہیں تو اس طرح کل دس سلام ہو گئے۔

فتاویٰ عبد الحیٔ ص ۲۲۰ پر ہے:

''مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں ابن عباس کی روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان وغیرہ

جماعة بعشرين رکعة والوتر وروی البیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة۔"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر۔ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں اسناد صحیح سے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ:

فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۲۴۱ پر ہے:

''جمہور حنفیہ تمام بیس رکعت تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور یہی محقق وراجح ہے۔''

اور اسی کے حاشیہ پر ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعت صحابہ کے اجماع سے تراویح رائج کیں۔ سوچنا یہ ہے کہ بغیر کسی اصل کے ایسا حکم آپ کیسے کر سکتے تھے۔ پھر مصنف ابن ابی شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر۔'' ایک راوی کی وجہ سے جو یقیناً عہد صحابہ کے بعد کے ہیں اسے ضعیف قرار دے کر بیس رکعت کا انکار کسی طرح درست نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو رمضان وغیر رمضان دونوں سے متعلق ہے اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں۔ اس لیے کہ تراویح صرف دو تین رات پڑھی گئی پھر اس بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ اجماع صحابہ ہے اور یہ مسلم ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی بدعت صرف سو سال سے غیر مقلدوں

نے جاری کی ہے۔ اس سے پہلے تراویح آٹھ رکعت کہیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔ پھر حدیث عائشہ میں چار چار رکعات ایک سلام سے مذکور ہے اور غیر مقلدین دودو رکعت ایک سلام سے پڑھتے ہیں۔ انتہی

اسی میں ص ۲۷۲ پر ہے:

''بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے بیس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہیے فقط۔ (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی۔ مصنف ابن ابی شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر۔ راوی عبداللہ ابن عباس ہیں۔

اسی میں ص ۲۸۹ پر ہے:

سنت خلفائے راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنت خلفائے راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے جہالت ہے۔''

اور شامی میں ہے:

"قوله وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً۔" الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے۔ کمامر عن فتح القدیر۔

پس حنفیہ کے لیے یہ دلیل کافی ہے پس اگر بالفرض یہ بات ثابت ہو کہ زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

امداد الفتاویٰ جدید جلد اول فصل فی التراویح ص ۴۹۵ پر ہے:

بیس کو سنت مؤکدہ لکھا ہے اس سے کم کا پڑھنے والا سنت مؤکدہ کا تارک ہوگا۔

بیس رکعت تراویح اور فتویٰ ابن تیمیہ:

غیر مقلدین کا فتویٰ بیس رکعت تراویح کے بارے میں اب سنئے غیر مقلدین کے پیشوا ابن تیمیہ سے۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲، ص ۴۰۱ میں ہے:

"ان نفس قیام رمضان، لمن یوقت فیه النبی صلی الله علیه و سلم عددا معیناً بل کان هو صلی الله علیه وسلم لایزید علی ثلاث عشرة رکعة لکن کان یطیل الرکعات۔ فلما جمعهم عمر رضی الله تعالیٰ عنه علی أبی بن کعب کان یصلی بهم عشرین رکعة ثم یوتر بثلاث وکان یخفف القرأة بقدر مازاد من الرکعات لان ذلك اخف علی المأمورین من تطویل الرکعة الواحدة۔" ثم کان طائفة من السلف یقومون بأربعین رکعة ویوترون بثلاث۔ و آخرون قاموا بست وثلاثین واوتروابثلاث۔ وهذاکله سائغ فکیفما قام بهم فی رمضان من هذه الوجوه فقد احسن۔ ثم قال ابن تیمیة والافضل یختلف بأختلاف احوال المصلین، فأن کان فیهم احتمال لطول القیام بعشر رکعات وثلاث بعدها۔ کما کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی لنفسه فهوالافضل وان کانوا لایحتمل و لو انه فالقیام بعشرین افضل، فهوالذی یعمل به اکثر المسلمین۔ فأنه وسط بین العشرین وبین الاربعین وان کان بأربعین وغیرها جاز ذلك، ولا یکره شئی من ذلك۔ وقدنص علی ذلك غیرواحد من الائمة کاحمدبن حنبل وغیره ومن ظن ان قیام

رمضان فیه عددموقت عن النبی صلی اللہ علیه وسلم لایزاد فیه ولا ینقص فقد اخطأ۔"

اسی فتاویٰ ابن تیمیہ ج۱ ص۱۴۸ میں ہے:

"ثبت ان أبي بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة فی رمضان ویوتر بثلاث فرأی کثیرمن العلماء انه هو السنة لانه قام بین المهاجرین والانصار ولم ینکره منکرواستحب الآخرون تسعاً و ثلاثین بناء علی انه عمل اهل المدینة القدیم قالت طائفة۔ ثلاث عشرة رکعة واضطربوا فیه لماثبت من سنة الخلفاء الراشدین وعمل المسلمین والصواب ان ذلك جمیعه حسن۔ کمانص علی ذلك الامام احمد وانه لم یوقت فی قیام رمضان عددو حینئذفتکون تکثیر الرکعات وتقلیلها بحسب طول القیام۔ فان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یطیل القیام باللیل، حتی ثبت عنه فی الصحیح انه کان یقرأفی الرکعة بالبقرة و آل عمران والنساء، فکان طول القیام یغنی عن تکثیرالرکعات و أبی بن کعب لما قام بالمسلمین وهم جماعة واحدة فی زمن عمر بن الخطاب قام بهم عشرین رکعة لان طول القیام کان یشق علی الناس فکان تضعیف العدد عوضاً عن طول القیام وکان بعض السلف یقوم اربعین رکعة، هکذا فی الهدی النبوی...... الصحیح فی صلاة التراویح للشیخ محمد علی الصابونی الاستاذ بکلیة الشریعة والدراسات الاسلامیة بجامعة ام القری۔ مکة المکرمة۔

اس کے ص۱۲۱ پر ہے:

خاتمة البحث و بعدفان مایفعله المسلمون الیوم فی مشارق الارض ومغاربها، من صلاة التراویح عشرین رکعة، هو الحق الذی دلت علیه النصوص الکریمة، وهوالذی درج علیه السلف الصالح واجمع علیه الائمة الاعلام والذی اتفقت علیه الامة الاسلامیة، من خلافة عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنه الی زماننا هذا، وصلاة التراویح عشرین رکعة هو مایتفق مع هدی النبوة ولایخالف السنة النبویة الشریفة، لانه اتباع لامر الرسول صلی اللہ علیه وسلم فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین،بل انه یجمع الشمل ویدعو الیوم وحدة المسلمین۔ لاسیماوقداجمع علیه ائمة اهل العلم فی القدیم والحدیث۔"

ترجمہ:شرق تاغرب مسلمان جس بیس رکعت تراویح پرعمل پیرا ہیں یہی حق ہے،جس پرنصوص شاہد ہیں،اسی پرسلف صالحین کاعمل رہا ہے،اسی پر بڑے بڑے ائمہ کااجماع ہے اور دورفاروقی سے آج تک امت مسلمہ کااتفاق ہے۔بیس رکعات تراویح طریق نبویہ کے مطابق ہے اورقطعی سنت نبویہ کے خلاف نہیں ہے۔کیونکہ یہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان ''تم پرمیری سنت اور میرے خلفائے راشدین وپیکر ہدایت کی سنت ضروری ہے'' کے مطابق ہے۔بلکہ یہ بیس رکعات تراویح امت مسلمہ کی شیرازہ بندی اوراتحاد مسلمین کاسبب بھی ہے۔اور بلاشبہ اس پر پہلے اور بعد کے اہل علم کااجماع ہے۔(امجدی)

ان مذکورہ بالاکتب احادیث کریمہ وکتب فتاویٰ اوران کے شروح وحواشی۔

بخاری شریف،ترمذی شریف،مشکوٰۃ شریف،موطاشریف،عمدۃ القاری،فتح الباری،ارشادالساری،مرقاۃ،اشعۃ اللمعات،شرح معانی الآثار،نورالایضاح،مراقی

الفلاح، حاشیہ مراقی الفلاح، قدوری، حاشیہ قدوری، شرح وقایہ، کنزالدقائق، حاشیہ کنزالدقائق، ہدایہ، حاشیہ ہدایہ، شرح ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ، عنایہ، المختار، درالمختار، ردالمحتار، درالمنتقی، مجمع الانہر، فتاویٰ عالمگیریہ، کتاب المیز ان، کتاب الفقہ من المذاہب الاربعہ، فتاویٰ سراجیہ، بدائع الصنائع، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امجدیہ، فتاویٰ عبدالحی، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وغیرہا سے آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ومنور کہ تراویح کی رکعتیں بیس ہیں اور بیس ہی مؤکدہ اور سنت عین ہیں۔ اور یہی راجح، یہی افضل، یہی وسط، یہی معمول بہا، اسی پر خلفاء راشدین، امیرالمؤمنین، غیظ المنافقین، اعدل الاصحاب، الموافق رأیہ بالوحی والکتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ، و امیرالمؤمنین، امام المتصدقین، عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیرالمؤمنین، امام الواصلین، دفاع المعضلات والمصائب علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع واتفاق۔ آٹھ کی بدعت غیر مقلدین خذلہم المولیٰ نے نکالی ہے۔

غیر مقلدین کہنی اور کرنی:

مسلمانو! یہ اپنے کو اہل حدیث بنتے ہیں مگر ان کا عمل حدیث پر نہیں، اگر حدیث پر ہوتا تو بیس پڑھتے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "**فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین**" کہ میری سنت کے مطابق عمل کرو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اپناؤ۔ اور خلفائے راشدین نے بیس پڑھی اور یہ اس کے مخالف ہیں۔

شان عمر فاروق اعظم:

ہدایت کے لیے یہ کافی تھا کہ بیس پر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا آپ کی بلند شان وہ ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آپ کا نام فاروق رکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق و باطل، ہدایت وضلالت کے درمیان فاروق بنایا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه۔" اللہ تعالیٰ نے بلا شک وشبہ حق کو عمر کی زبان پر اور قلب پر کر دیا اخرجه الترمذی فی المناقب- سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "لقد کان فی من قبلکم من الامم محدثون، ای ملهمون، فای یکون فی احق احدفانه عمر۔"

اقول: ہم وہ لوگ ہیں جو بولتے ہیں تو حق وصواب ہی بولتے ہیں کہ ان کا بولنا نور بصیرت سے ہوتا ہے۔ آپ کی شان وہ ہے کہ کئی مقام پر آپ کی رائے کے مطابق قرآن شریف کی آیتوں کا نزول ہوا۔ مقام ابراہیم، حجاب، بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ کی رائے کے مطابق نزول ہوا۔

اختلاف کے وقت کیا کرنا چاہئے؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"وانه من یعیش منکم فسیری اختلافاً کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ۔"

جو تم میں کا زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا تو اس وقت تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کی پیروی اسے مضبوط دانتوں سے پکڑے رہنا۔

اور فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔"

میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا۔

قال عبداللہ ابن مسعود من کان مستنافلیستن بمن قد مات فان الحی لاتؤمن علیہ الفتنة اولئك اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانواافضل ھذہ الامة أبرھا قلوباواعمقھا علما۔ واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبة نبیہ ولاقامة دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوابما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم۔ اخرجہ ابن عبدالبر فی الجامع بیان العلم وفضلہ۔

ترجمہ: جوسنت پر عمل کرنا چاہےتو اسے چاہئے کہ ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر چلے جو دنیا سے پردہ کر گئے ہیں، کیونکہ زندہ فتنہ کے اندیشہ سے مامون نہیں۔اور پردہ کرنے والے نفوس قدسیہ جن کے نقش قدم پر چلنا چاہئے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں، جو امت محمدیہ میں سب سے افضل واعلی ہیں، نیک دل، زیادہ علم والے اور کم تکلف والے ہیں۔جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے نبی پاک کی صحبت اور اپنے دین متین کی اشاعت کے لئے منتخب فرمایا۔توتم ان کے فضل کو پہچانو، ان کے نقش قدم پر چلو اوران کی سیرت واخلاق کو جہاں تک ہوسکے اپناؤ۔کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

صحابہ کی سنت پر عمل کرنا حضور کی سنت پر عمل کرنا ہے

اس سے واضح ہوا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی سنتوں پر عمل کرنا خاص کر سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنتوں کے مطابق عمل کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی سنتوں پر عمل کرنا ہےاوران کی سنت بیس رکعت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وھو الموفق بالحق والخیروالرشادومنہ الھدایة من الضلالة۔

یہ رسالہ عجالہ چند نشستوں میں اختتام کو پہنچا۔"برکات المفاتیح فی رکعات التراویح" اس کا نام رکھا۔ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ التسلیم کے صدقہ وطفیل اسے مسلمانوں، انصاف پسندوں کے لیے نافع بنائے! آمین آمین آمین یارب العٰلمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین افضل الصلوات واکرم التسلیمات من خلاق الکائنات ورزاق الموجودات

محمد جیش محمد الصدیقی البرکاتی

شیخ الحدیث بالجامعة الحنفية الغوثية لاهل السنة والجماعة والواقعة بجنكفور، نيبال اقامهاالله تعالىٰ وادامها غفرله ولوالديه ومشائخه ومحبيه بمنه وكرمه آمين بجاه سيدالمرسلين يا ارحم الراحيم۔

وقع الفراغ سادس من شوال المكرم ليلة الجمعة المباركة بعد العشاء سنة الف واربعمائة وعشرين هجرية على صاحبها وآله افضل الصلوات والتحية آمين والحمد لله رب العٰلمين۔